مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی یاد میں

(1925ء-2015ء)

مصلح نوشہروی

بزم ہستی میں ہے ناممکن دوام زندگی
موت کا پیغام ہیں یہ صبح و شامِ زندگی
بے وفائی کا ہے مظہر یہ جہاں بے ثبات
بے محابہ ہے فنا کی زد پہ ساری کائنات
زمرۂ علم و عمل کو ''ندہ تابندہ'' کیا
جو نہیں معروف تھا اس کو بھی پائندہ کیا
سرزمین ہند میں تاریخ اسلامی کا باب
''آمد اسلام'' سے وہ بن گیا روشن کتاب
ان کی تحریروں سے روشن نام قرآن و حدیث
اور متعارف ہوئے خدام قرآن و حدیث
ہفت اقلیم و دبستان و گلستان سلف
تھا فقط ترتیب تاریخ سلف ان کا ہدف
ہو گیا علم و ہنر کا ان سے آوازہ بلند
سج گئی ہے ان کی تحریروں سے بزم ارجمند
اولیات سلف' ہنگامہ برصغیر
یعنی ہند و پاک میں اہل حدیثو کی لکیر
ایک دیگر کے شناسا ہو گئے علمائے ہند
یعنی اردوئے معلیٰ میں جو ہے ''فقہائے ہند''
تھا صحافت میں ہمیشہ سے بہت اعلیٰ مقام
جس کا شاہد ''المعارف'' '' ' جس کا در ''الاعتصام''

دلی و لاہور و امرتسر نہیں کچھ دور ہیں
پر رحیم آباد و آرہ اور مبارک پور میں
لکھ دیے سیر و تراجم میں وہاں کے واقعات
جیسے کہ حاضر وہاں تھے وہ بہ وقت واردات
ان کی تحریروں سے ان کے ذوق عالی کا ظہور
قابل تعریف ہے اور باعث کیف و سرور
کچھ نہیں تعقید ہوتی ہے کسی تعبیر میں
کھینچتے ہیں ایسا نقشہ حیطۂ تحریر میں
ان کی مجلس میں طوالت سے نہ ہوتا تھا ملال
علم کے موتی کی قیمت، اور ظرافت کا کمال
ان کی صحبت اور مجلس کی لطافت کا جواب
مل نہیں پایا ہے تہذیب و ثقافت کا جواب
ذکر اسلاف گرامی تھا حسین انداز میں
منہمک ہو جائے سامع اس کے سوز و ساز میں
ان کی طرز زندگی بالکل نہ دل آزار تھی
غیرت مسلک نہاں دل میں شعلہ بار تھی
سادگی و صبر و شکر و زہد اور تقویٰ شعار
ان سے اخلاق حمیدہ کا ہوا بالا وقار
حضرت اسحاق بھٹی میں سبھی اوصاف تھے
اپنے اخلاق و ادب میں پیرو اسلاف تھے
تھا سوانح شخصیت سیرت نگاری کا مجاز
چل بسا خاکہ نگاری کا وہی دانائے راز
زندگی بخشی ہزاروں علم کے آفاق کو
موت نے چھوڑا نہیں پر حضرت اسحاق کو
''ہیں اسی قانون عالم گیر کے یہ سب اثر
بوئے گل کا باغ سے گل چیں کا دنیا سے سفر''